ڈاکٹرعبدالعزیز ساحر

خلاصة الفوائد: سلسلۂ چشت کا ایک اہم مجموعۂ ملفوظات

Orality has been an established tradition in Indo-Pak Sub-continent. The invention of printing press also helped in recording the oral literature here. Sufi's of Chishtia Order have been delivering great literature through their conversation in the meetings with the disciples. Most of these conversations were recorded by some of their diciples and thus preserved. The present article is a critical analyses of one of the most important "Malfuzat" recorded conversations of Khawaja Noor Muhammad Muharvi.

خلاصة الفوائد قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ[۱] ہے۔ اس درِ بے بہا کے مرتب اور جامع قاضی محمد عمر حکیم سیت پوری ہیں، جو حضور قبلۂ عالم کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے۔[۲] وہ قبلۂ عالم کی ان بابرکت مجالس میں حاضر رہے اور ان کے ملفوظات کی جمع آوری کو اپنے لیے باعثِ خیر و برکت خیال کرتے ہوئے ان کی ترتیب و تہذیب میں مگن رہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

> ''ملفوظاتِ آں حضرت کہ این عاجز روبرو باستماعِ آن سرفراز شدہ و بقدرِ فہم خود بقیدِ قلم آوردہ چہ یارا کہ مضمونِ کلامِ شریف ازین بے مقدار نحیف بعینہٖ ادا کردو بلک بعضے الفاظ را مدعا ہم نہ فہمیدہ ام، اما حتی المقدور خود در ترکِ افراط و تفریط کوشیدہ لفظ بہ لفظ نوشتہ ام کہ شاید صاحبِ مطالعہ اہلِ نسبت باشد و بہ مقتضائے رب مبلغ من سامع مدعا حاصل نماید۔''[۳]

خلاصة الفوائد اصلاً فارسی میں ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔ ترجمہ نگار محمد بشیر اختر ہیں۔ ایک سو سولہ صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ استقلال پریس لاہور سے اشاعت پذیر ہوا۔ کتاب پر سنۂ اشاعت درج نہیں، جس سے معلوم ہوتا کہ کب یہ ترجمہ[۴] منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ **خلاصة الفوائد** کا پیشِ نظر مخطوطہ ۵۵ برگ پر مشتمل ہے اور ۱۲۹۴ھ کا مرقومہ ہے۔ مخطوطے کے مالک یا کسی قاری نے اس پر صفحات نمبر بھی لگا دیے ہیں، یوں اب یہ نسخہ ۱۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ قلمی نسخہ محمد اجمل چشتی فاروقی (مالک کتب خانۂ چشتیہ فاروقیہ، چشتیاں شریف) کا مخزونہ ہے۔[۵] اس نسخے کے کاتب امام بخش[۶] ولد حافظ غلام فرید[۷] ہیں۔ انھوں نے اس مجموعے کے ترقیمے میں لکھا ہے کہ:

> ''احقر العباد الراجی الی رحمۃ اللہ فعال للما یرید امام بخش بن حضرت حافظ غلام فرید غفر اللہ لہ ولوالدیہ والاستادیہ والمشائخیہ والسائر المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات والاحیا منہم والاموات بتاریخ سیوم ماہ صیام در سنۂ یک ہزار دو صد نود و چہار صورت اختتام یافت''۔[۸]

خلاصة الفوائد کا یہ مخطوطہ دو ابواب پر مشتمل ہے۔ بابِ اوّل کی دو فصلیں ہیں۔ فصلِ اوّل قبلۂ عالم کے اُن ملفوظاتِ گرامی کا احاطہ کرتی ہے، جن کی سماعت خود فاضل مؤلف نے کی۔ اس حصے میں ۹۷ مجالس کی روداد شامل ہے۔ ان ملفوظات کی

جمع آوری کا سلسلہ کس سنہ میں آغاز ہوا، مرتب نے کہیں بھی اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی اس مجموعے سے کہیں یہ اشارہ ملا کہ گل چیدنی کا یہ عمل کب تک جاری رہا؟ خلاصۃ الفوائد دن، تاریخ اور سنہ کے تعین سے بھی محروم ہے۔ لے دے کر ایک تاریخی واقعہ نظر پڑتا ہے کہ جب مجلس میں، مولانا فخر الدین دہلویؒ کے انتقال کی خبر ملی، تو مرتب نے بتایا کہ وہ بھی اس مجلسِ ملال میں موجود تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: ''حاضر بودم۔ از وقوعِ این واقعہ بر حاضرینِ مجلس شریف گزشت آنچہ گزشت''۔ (۹) بہ اعتبارِ ترتیب یہ اس مجموعے کی پہلی مجلس ہے۔ اگر اس مجموعے میں شامل تمام مجالس زمانی ترتیب سے مرتب ہوئی ہیں، تو کہا جا سکتا ہے کہ ان ملفوظات کی ترتیب وتہذیب کا کام ۱۱۹۹ھ میں شروع ہوا۔ اس ایک تاریخی منظر نامے کے سوا کسی بھی مجلس میں کوئی دوسرا ایسا منظر موجود نہیں، جس سے سنہ وسال کا تعین ممکن ہو سکے۔ البتہ ماہ وسال کی عدم تعیین کے باوجود اکثر مجالس میں وقت کی تحدید ملتی ہے۔ مثلاً: شب، روزے، وقتِ ظہر، بعد نمازِ عشا وغیرہ۔

بابِ اوّل کی فصلِ دوم ان مسائل کو محیط ہے، جو حضور قبلۂ عالم وعالمیان کی مجالس میں زیرِ بحث آئے۔ جامعِ ملفوظات نے مختلف کتب سے وہ عربی عبارات بھی نقل کی ہیں، جنھیں دورانِ گفتگو قبلۂ عالم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمایا۔ مؤلف نے نہ صرف ان اقتباسات کو من وعن درج کیا ہے، بل کہ ان کا فارسی میں خلاصہ بھی لکھ دیا ہے، تاکہ عربی سے ناآشنا قاری بھی ان مسائل کے مالہ وماعلیہ سے بہ خوبی آگاہ ہو سکے۔ یہ فصل آٹھ فوائد کو محیط ہے۔ ان میں جو مسائل زیرِ بحث آئے ہیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ سجدۂ تلاوت کی ادائی میں تقدیم وتاخیر کا مسئلہ

۲۔ مسئلہ اعتکاف کے بیان میں

۳۔ **مشکوٰۃ شریف** کی ایک حدیث (**خلق اللہ آدم علی صورتہ**) کے بیان میں

۴۔ **تفسیر نقرہ کار** کے حوالے سے ایک محبت بھری حکایت

۵۔ حضرت یوسفؑ اور حضرت زلیخاؒ کے حوالے سے نہایت ہی عارفانہ گفتگو

۶۔ رویتِ باری تعالیٰ

اسی طرح ان مسائل کی تشریح وتوضیح کے لیے جو کتابیں مذکور ہیں یا جن کے اقتباسات نقل ہوئے، ان کے نام یہ ہیں: **حاشیہ شرح وقایہ، تسنیم، مشکوٰۃ شریف، تفسیر نقرہ کار**۔

دوسرا باب ان پانچ ملفوظات پر مشتمل ہے، جو مؤلف نے قبلۂ عالم کے تین خدام سے روایت کیے ہیں۔ جن محافل میں یہ ملفوظات بیان ہوئے، ان میں مؤلف / مرتب تشریف فرما نہیں تھے۔ ملفوظِ اوّل کے راوی قبلۂ عالم کے خلیفہ نور محمد نارووالا ہیں۔ تین ملفوظات (دوتا چار) کے جامع حافظ محمد جمال ملتانی ہیں۔ مؤلف **خلاصۃ الفوائد** نے یہ ملفوظات ان کی کسی بیاض سے نقل کیے ہیں، جب کہ پانچواں اور آخری ملفوظ حافظ یار محمد کی روایت سے بیان ہوا ہے۔

خلاصۃ الفوائد گنجینۂ عرفان کا اشاریہ اور خزینۂ معانی کا اظہاریہ ہے۔ اس کی زبان شستہ اور رواں دواں ہے۔ مرتب نے حضور قبلۂ عالم کی گل افشانیٔ گفتار کی عکس گری میں حسنِ قلم کا جادو جگایا ہے۔ قبلۂ عالم ان مجالس میں فارسی میں گفتگو فرماتے تھے، جیسا کہ مرتب نے لکھا ہے کہ: ''لفظ بہ لفظ نوشتہ ام''۔ (۱۰) جامعِ ملفوظات نے گفتگو کے جمالیاتی آہنگ کو محفوظ کرنے کا جو جتن کیا ہے، وہ قابلِ داد ہے۔ اس ملفوظاتی مجموعے کا آغاز اداسی کی فضا میں ہوتا ہے، مگر مجموعی طور پر اس میں زندگی کے رنگ اور رس کی پھوار پڑ رہی ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کے صوفیہ کی گوہر افشانی کے جو رنگا رنگ مناظر **فوائد الفواد، خیر المجالس** اور **سیر الاولیاء** میں دکھائی دیتے ہیں، ان کی آب وتاب سے **خلاصۃ الفوائد** بھی محروم نہیں، اس میں تخلیقی طرزِ احساس کی جلوہ گری بھی ہے اور تمدنی حسنِ خیال کی نمود بھی .... اور یہی طرزِ احساس اور تمدنی

مزاج زندگی کی معنویت سے عبارت ہے۔

سلسلۂ چشتیہ کے دیگر صوفیہ کی طرح حضور قبلۂ عالم نے بھی اپنی مجالس میں اپنے مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف حکایات اور نکات بیان فرمائے ہیں۔ چشت کے ملفوظاتی ادب میں یہ کتاب بعض حوالوں سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ خاص طور پر اس میں چشت کے طبقۂ دوم کے صوفیہ کے احوال و آثار کا تذکرہ نہایت محققانہ انداز میں ہوا ہے۔

خلاصۃ الفوائد کا معتد بہ حصہ مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ کے احوال پر مشتمل ہے۔ اکثر مجالس میں ان کی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کو بیان کیا گیا ہے، جو طالبانِ حق کے لیے فیضِ سرمدی کا حکم رکھتا ہے۔ اس مجموعے میں بیان کی گئی بعض حکایات تو دیگر کتابوں میں بھی ملتی ہیں، لیکن اکثر واقعات پہلی بار اس مجموعے کے تناظر میں عکس انداز ہوئے ہیں۔ خاص طور پر وہ واقعات یا احوال، جن کا براہِ راست تعلق حضور قبلۂ عالمؒ اور مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ کے معمولات سے ہے، کہیں اور نظر نواز نہیں ہوتے۔ ان واقعات میں مولانا کے درس و تدریس کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور ان کے بعض اسفار کی تفصیل بھی۔ مثال کے طور پر حضرت دہلویؒ نے دہلی سے پاک پتن کا جو سفر کیا، قبلۂ عالم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ یہ سفر ۱۴ ذی قعدہ کو آغاز ہوا اور جب وہ پاک پتن میں وارد ہوئے، تو اس روز محرم کی پہلی تاریخ تھی، گویا کہ یہ سفر سینتالیس ۴۷ (رویتِ ہلال کی وجہ سے ۴۵ یا ۴۶) دنوں میں طے ہوا۔ اس سفر کے دوران میں وہ چار راتیں متواتر پانی پت میں اور آٹھ راتیں لاہور میں جلوہ افروز رہے۔ بقیہ روز و شب دہلی اور پاک پتن کے مابین سفر میں گزرے۔ انھوں نے یہ سفر پیادہ پا انجام دیا اور پاک پتن میں برہنہ پا داخل ہوئے۔ وہ یہاں دو ماہ اور گیارہ دن جلوہ افروز رہے اور پھر دہلی کی طرف مراجعت فرمائی۔

چشتیہ سلسلے کی تاریخ اور روایت کے محققِ اجل پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب **تاریخِ مشائخِ چشت** میں مولانا اور قبلۂ عالم کے احوال و آثار کی تحریر و تسوید میں **خلاصۃ الفوائد** کو پیشِ نظر نہیں رکھا، حالاں کہ اس باب میں اس مجموعے کو بنیادی مآخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس مجموعے کی عدم دستیابی کے باعث ان سے بعض اہم اور بنیادی امور نظر انداز ہو گئے۔ حضرت مولانا کی شفقت اور کرم فرمائی، جو قبلۂ عالم کے حال پر تھی، اس کا اظہار اتنی عمدگی کے ساتھ کسی دوسرے مآخذ میں نہیں ملتا، جس قدر شرح و بسط کے ساتھ اس مجموعے میں آیا ہے۔

حضور قبلۂ عالم پہلی بار قلندر بخش نامی طالب علم کے ہمراہ مولانا کی زیارت کے لیے ان کی حویلی میں حاضر ہوئے، مگر مولانا کی عدم موجودگی کی وجہ سے واپس آ گئے۔ اگلے روز ظہر کے وقت قبلۂ عالم تنہا ہی مولانا کی زیارت اور قدم بوسی کے لیے ان کے آستانے پر جا پہنچے۔ حضور قبلۂ عالم کا فرمان ہے:

> ''وقتِ ظہر تنہا بخدمت رفتم۔ چون بر درِ حویلی شریف رسیدم۔ یکی دربان ہم نشتہ بود۔ بخاطر اندیشیدم کہ نامحرمم، چگونہ روم، لیکن آدمان بی تحاشا بسیار آمد و رفت می داشتند۔ ماہم پیشتر شدم۔ اندرونِ حویلی دیگر دروازہ بود۔ مقابلِ آن دروازہ یک دالانی بود کہ دران خود بہ دولت حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ برتخت پوش کہ چاندنی سفید بر آن گستردہ و تکیہ کلان نہادہ نشستہ اند و مرا یک انکر کہ تمام چرکین و یک چادر بود و موی سر نیز کلان این تسلط دیدہ متفکر شدم کہ بہ خدمتِ این پیرزادہ خدا کند کہ کسی صورت خواندن من شود۔ چون بندہ مقابل دروازہ استادہ بود نظرِ مبارکِ حضرت بر من افتاد۔ بندہ را پیش تر طلبیدند۔ چون نزدیک رسیدم خود بہ دولت برخواستہ از تخت پوش فرود آمدہ بہ تعظیم تمام فقیر را نحوی بمعانقہ سرفراز فرمودند کہ گویا یارانِ قدیم از مدت جدا ماندہ بیک دیگر بغلگیری می کنند و دستِ فقیر گرفتہ برتخت پوش نزدیکِ خویش نشاندند و تفحص فرمودند کہ متوطن کجائی؟ بندہ عرض کرد کہ نواحِ پاکپتن۔ فرمودند از اولادِ بابا صاحبؒ ہستی؟ بندہ عرض کرد کہ خیر، لیکن از شنیدنِ نامِ شہرِ پاکپتن بسیار خورسند و خوشحال شد۔ فرمودند کہ دریں چرا آمدہ ای؟ عرض داشتم کہ

شنیدہ ام کہ آں حضرت تعلیم خوانا نیدن می فرمایند۔ لہذا امیدوار شدہ آمدہ ام۔ فرمودند کہ سابق کجا می خوانی؟ عرض داشتم کہ بخدمتِ میاں برخوردار جیو۔ فرمودند کہ خوانا نیدنِ ما از مدت موقوف است۔ باید کہ حال ہم سبق بخدمتِ اوشاں خواندہ باز نزدیک این جانب تکرار می کردہ باشید۔ گفتم کہ عرصہ مابینِ مکانین بسیار است ومسافت بعید وقت مادرین آمد ورفت ضائع خواہد شد وخود بدولت تبسم نمودہ ہمیں بیت خواندند: ما برائے وصل کردن آمدیم .... نے برائے فصل کردن آمدیم''۔ (۱۱)

جب قبلۂ عالم پہلی بار اس بارگاہِ عرش مقام میں حاضر ہوئے، تو مولانا کو دکن سے دہلی آئے ہوئے ایک روایت کے مطابق تین مہینے اور دوسری روایت کے مطابق چھ مہینے ہو چکے تھے۔ قبلۂ عالم کی آمد کے دن مولانا کے آستانے پر حضرت سلطان التارکین مولانا حمیدالدین ناگوریؒ کا عرس منایا جا رہا تھا۔ دہلی میں مولانا سے جس خوش بخت نے سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا، وہ قبلۂ عالم کی ذاتِ گرامی تھی۔ خلاصۃ الفوائد میں آتا ہے:

''وقتِ نزولِ آں حضرت در دہلی اولاً بندہ بخدمت متوسل شدہ''۔ (۱۲)

یہ ۱۱۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ **خلاصۃ الفوائد** کے دو فوائد میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ ایک مجلس میں حافظ محمد جمال نے عرض کیا کہ مولانا سے بیعت ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟ قبلۂ عالم نے فرمایا: سی و پنج سال، پیشِ نظر مخطوطے میں سی و چہار سال ہے (برگ ۱۵)، یہ کاتب کا تصرف رسہو معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ ایک دوسرے ملفوظ میں قبلۂ عالم نے سی و پنج سال ارشاد فرمایا ہے اور یہی درست ہے۔ یہ محفل ۱۱۹۹ھ میں منعقد ہوئی، جو حضرت مولانا کا سنۂ وصال ہے۔

نقدِ ملفوظات کے مؤلف پروفیسر نثار احمد فاروقی نے اپنی اس کتاب میں **خلاصۃ الفوائد** کے حوالے سے سات اقتباسات نقل کیے ہیں، (۱۳) لیکن ان میں سے کوئی ایک اقتباس بھی **خلاصۃ الفوائد** کے پیشِ نظر مخطوطے میں موجود نہیں، اسی طرح ان کا گزر محمد بشیر اختر کے مترجمہ مجموعے میں بھی نہیں ہوا۔ پروفیسر صاحب نے اس مضمون میں اپنے مخزونہ **خلاصۃ الفوائد** کے ایک ناقص قلمی نسخے کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کی صراحت نہیں فرمائی کہ یہ اقتباسات انھوں نے اس ناقص نسخے سے نقل کیے ہیں یا ان کے پیشِ نظر کوئی دوسرا نسخہ رہا ہے۔ بہر حال جو بھی ہے، یہ اقتباسات **خلاصۃ الفوائد** کے نہیں، کیوں کہ ہمارے پیشِ نظر مخطوطہ:

۱۔ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

۲۔ اس کے کاتب امام بخش قبلۂ عالمؒ کے خانوادے کے گلِ سرسبد ہیں۔ انھوں نے خلاصۃ الفوائد کا پیشِ نظر نسخہ جس مخطوطے سے نقل تیار کیا ہے، وہ یقیناً مکمل رہا ہوگا۔

۳۔ مولوی امام بخش محض کاتب ہی نہیں، **گلشنِ ابرار** اور **مخزنِ چشت** جیسی محققانہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ انھوں نے ان کتابوں کی تحریر وتسوید میں بھی جا بجا **خلاصۃ الفوائد** سے اخذ واستفادہ کیا ہے۔ **خلاصۃ الفوائد** سے ان کے منتخبات پیشِ نظر مخطوطے میں موجود ہیں، لیکن پروفیسر صاحب کے نقل کردہ کسی بھی اقتباس یا ان کا کوئی ٹکڑا مذکور نہیں۔

۴۔ **تکملہ سیر الاولیاء** کے مؤلف خواجہ گل محمد احمد پوری نے بھی اپنے تذکرے میں **خلاصۃ الفوائد** کے جو اقتباسات نقل کیے ہیں، وہ بہ تمام وکمال اس مخطوطے میں موجود ہیں۔

۵۔ محمد بشیر اختر (مترجم **خلاصۃ الفوائد**) کے پاس جو نسخہ رہا ہے، وہ ۱۲۷۷ھ کا نوشتہ تھا۔ انھوں نے اسی نسخے کو ترجمے کی بنیاد بنایا۔ پیشِ نظر مخطوطے اور مترجمہ نسخے میں مجالس کی ترتیب وتہذیب کے ضمن میں کسی نوعیت کی کوئی کمی بیشی نہیں پائی جاتی۔

معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب کا مخزونہ نسخہ نہ صرف ناقص الاوّل وآخر ہوگا، بل کہ امکان ہے کہ یہ **خلاصة الفوائد** کے بجائے کوئی دوسرا مجموعۂ ملفوظات ہو اور اس میں **خلاصة الفوائد** کے حوالے آئے ہوں، جن کی بنا پر پروفیسر موصوف کو اشتباہ ہوا ہو۔

حوالے/حواشی

۱۔ ''می گوید اضعف عباد اللہ القوی الکریم المشہور بہ قاضی محمد عمر حکیم کہ این چند ملفوظ از زبانِ گوہرفشاں ہدایت ترجمان بندگی حضرت شیخ المشائخ غیاث العاشقین سند الواصلین منبعِ انوار الصمد مظہرِ اسرارِ احد شیخ الاسلام نور الحق والدین مولانا وسیدنا وشیخنا حضرت نور محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع نمودہ بہ **خلاصة الفوائد** موسوم ساختہ''۔ [**خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۱۔۲]

۲۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی نے لکھا ہے کہ: ''......مولوی محمد عمر سید پوری **خلاصة الفوائد** میں اس ذکر کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا نور محمد نارووالا صاحب سے پوچھا کہ حضرت قبلۂ عالم اکثر اوقات ہر آنے والے شخص سے گفتگو میں متوجہ ہو جاتے تھے اور کسی سے انحراف نہیں کرتے تھے۔'' (**حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ : احوال و مناقب**: فیصل آباد، چشتیہ اکادمی: ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۴) چشتی صاحب نے مولوی محمد عمر حکیم کو مولانا نور محمد نارووالا کا مرید لکھا ہے، حالاں کہ یہ درست نہیں اور نہ ہی مولوی محمد عمر حکیم نے **خلاصة الفوائد** میں مولانا نارووالا کے لیے پیر و مرشد کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان کے الفاظ میں: ''این بندہ در خدمتِ سراپا مرحمت حضرت خلیفہ صاحب میاں نور محمد نارووالاؒ عرض نمود کہ حضرت قبلۂ عالمؒ بہر کس آیندہ در گفتگو متوجہ می باشند، انحراف نمی فرمایند۔'' [**خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۲۳]

۳۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۲

۴۔ ترجمہ نگار کے پیشِ نظر **خلاصة الفوائد** کا جو مجموعہ رہا، وہ ۱۲۷۷ھ کا نوشتہ تھا۔ انھوں نے دیباچے میں لکھا ہے کہ اس نسخے کو لکھے ہوئے ۱۰۵ سال (ص ۱۲) گزر چکے ہیں۔ اس حساب سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ ترجمہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۶۱۔۱۹۶۰ء میں طبع ہوا ہوگا۔

۵۔ محمد اجمل چشتی صاحب کے کتب خانے کے اس گوہرِ کم یاب کی عکسی نقل مجھے برادرِ عزیز و مکرم شہزاد اختر بیگ (لیکچرار گورنمنٹ کالج چشتیاں) کی کرم فرمائی سے میسر آئی۔

۶۔ امام بخش مہاروی ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ خواجہ خدا بخش خیر پوری کے مرید تھے۔ انھوں نے **مخزنِ چشت** کے آخر میں اپنے تفصیلی احوال قلم بند کیے ہیں۔ [رک: **مخزنِ چشت**: خواجہ امام بخش مہاروی / پروفیسر افتخار احمد چشتی (مترجم): فیصل آباد، چشتیہ اکادمی: ۱۹۸۹ء، ص ۴۵۵ تا ۴۶۴]

۷۔ حافظ غلام فرید ولد خواجہ نور احمد حضور قبلۂ عالم کے پوتے تھے۔

۸۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۵۵

۹۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۳

۱۰۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۲

۱۱۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۱۰۔۱۱

۱۲۔ **خلاصة الفوائد** (قلمی): برگ ۱۵

۱۳۔ لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ: ۱۹۸۹ء، ص ۷۵ تا ۷۹...... پر فیسر افتخار احمد چشتی نے بھی حضور قبلۂ عالم کے حوالے سے اپنی کتاب میں نقدِ ملفوظات کے ان سات اقتباسات میں سے پانچ نقل کیے ہیں۔ ان کی بھی توجہ اس جانب مبذول نہیں ہوئی کہ یہ اقتباس خلاصة

الفوائد کے نہیں، کسی دوسرے مجموعۂ ملفوظات سے ماخوذ ہیں۔(رک:**حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ : احوال و مناقب**:ص۲۰۹۔۲۰۸)

کتابیات

۱۔ افتخار احمد چشتی، پروفیسر:**حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ : احوال و مناقب**:فیصل آباد، چشتیہ اکادمی:۱۹۹۲ء

۲۔ امام بخش مہاروی/ پروفیسر افتخار احمد چشتی (مترجم):مخزنِ چشت:فیصل آباد، چشتیہ اکادمی:۱۹۸۹ء

۳۔ محمد عمر حکیم، قاضی (مرتب): خلاصۃ الفوائد (قلمی):مملوکہ محمد اجمل چشتی (مالک کتب خانۂ چشتیہ فاروقیہ، چشتیاں شریف)

۴۔ محمد عمر حکیم، قاضی/محمد بشیر اختر (مترجم): خلاصۃ الفوائد:لاہور، استقلال پریس:س۔ن

۵۔ نثار احمد فاروقی، پروفیسر:نقدِ ملفوظات:لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ:۱۹۸۹ء